البقرۃ : 257

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ

(اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے، وہ اُن کو اندھیروں سے نکال کے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اُن کے دوست طاغوت ہیں۔ وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں)

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا دوست اور مددگار ہے جو تمام طاغوت (غیر اللہ) کا انکار کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور جس کا دوست اللہ ہو، وہ کبھی نہیں بھٹکے گا۔ یونس: 62 ← اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (یاد رکھو! اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔)

اللہ اُن کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اندھیرے کئی طرح کے ہوتے ہیں جیسے کفر، شرک، بدعات، مایوسی، جہالت، نفاق، فسق، نافرمانی، ذہنی گمراہی، اخلاقی خرابیوں کے اندھیرے سارے اندھیروں سے نکلنا اُس وقت ممکن ہے جب انسان اللہ کو دوست بناتا ہے، جب اللہ ہی کو اپنا سہارا سمجھتا ہے۔ پھر اللہ انھیں تمام اندھیروں سے مسلسل نکالتا رہتا ہے اور روشنی کی طرف لاتا رہتا ہے۔

جن لوگوں نے کفر کیا، غیر اللہ کو سہارا سمجھا انکے دوست طاغوت ہوتے ہیں۔ طاغوت انھیں روشنی (ہدایت) سے اندھیروں کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ بخاری:- نبیؐ نے فرمایا "ہر بچہ فطرت پر (مسلمان) پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں..." یعنی ماحول اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اللہ نے کسی کو کافر نہیں پیدا کیا بلکہ سبھی کو دین کی روشنی پر پیدا کیا۔ لیکن طاغوت انھیں کھینچ کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔

(★) یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ (وہ نکالتے ہیں انھیں) کہہ کر بتایا گیا طاغوت کئی ہیں، صرف ایک نہیں ہے۔ کیونکہ جمع کا صیغہ ہے۔ اور مضارع سے پتہ چلتا ہے کہ طاغوت بار بار کافروں کو روشنی سے اندھیروں کی طرف کھینچتا ہے۔

تو یہ دو بالکل مختلف راستے ہیں۔ ایک اللہ کا سہارا اور راستہ ہے اور دوسرا غیر اللہ کا سہارا اور راستہ ہے۔

جب کوئی شیطان یا غیر اللہ یا اپنے نفس کے پیچھے چلنے لگتا ہے تو وہ بھٹک جاتا ہے۔ پھر انسان کو اپنے غلط اعمال بھی خوبصورت لگنے لگتے ہیں۔ ایک گناہ کے بعد پھر کئی گناہیں کرنے لگتا ہے۔ اُسے سکون نہیں ہوتا۔

اسکے برعکس مومن اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اسکے دل کو سکون عطا ہوتا ہے چاہے دنیا میں کتنے ہی اندھیرے کیوں نہ ہو۔ وہ کہتا ہے کہ میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ وہ انتہائی غم و دکھ میں بھی مایوس نہیں ہوتا۔ وہ ہر حال میں مطمئن رہتا ہے۔

(★) ولی (و ل ی) :- دوست، مددگار، ساتھی، حمایتی، سہارا

اللہ تعالیٰ کیلیے ولی اور مولیٰ دونوں الفاظ قرآن میں استعمال ہوئے ہیں۔ دونوں کا قریب قریب معنی ہے۔ لیکن اِس میں لغوی اعتبار سے کچھ فرق ہیں۔

ولی ← یہ اسم صفۃ (صفت) ہے ← معنی دوست ⇐ مولیٰ ← یہ اسم مبالغہ ہے۔
دوست کے لیے عربی میں صَدِیۡق، رَفِیۡق، حَمِیۡم، خلیل وغیرہ بھی آتے ہیں۔

ولی کا معنی ہوتا ہے ایسا دوست جو حفاظت کرنا چاہتا ہو، جو حفاظت کے معاملے میں فکر کرتا ہو۔ چونکہ یہ صفت ہے اسلیے اس میں حفاظت کی صلاحیت ہے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حفاظت کر رہا ہے لیکن اسکے اندر حفاظت کرنے کی نیت ہے۔ وہ مدد کرنا چاہتا ہے۔
مثلاً شریعت میں لڑکی کے باپ کو ولی کہتے ہیں۔ وہ ولی تو ہر وقت حفاظت تو نہیں کرتا ہے لیکن حفاظت کرنے کو ہمیشہ تیار رہتا ہے۔
اِس آیت میں مومنوں کے ولی (اللہ) اور کفار کے ولی (طاغوت) کی بات کی گئی۔
مولیٰ وہ ہوتا ہے جو نہ صرف یہ نیت رکھتا ہو کہ وہ حفاظت کرے بلکہ وہ حفاظت کر بھی رہا ہو۔
اس وقت اُسے ولی نہیں کہیں گے بلکہ مولیٰ کہیں گے۔

محمد: 11 ← ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَہُمۡ
(وہ اسلیے کہ ایمان والوں کا مولیٰ [کارساز، سہارا، مددگار، محافظ، دوست] اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔)

صرف ایمان والوں کا مولیٰ (اللہ) ہے۔ لیکن کافروں کا کوئی بھی مولیٰ نہیں۔ یعنی کافروں کے طاغوت اگرچہ انکی حفاظت کرنے کی نیت رکھتے ہیں۔ وہ انکے ولی تو ہیں۔ لیکن جب حفاظت کرنے کا وقت آتا ہے تو حقیقت میں کوئی بھی طاغوت انکی حفاظت نہیں کرتا۔
یعنی کافروں کے طاغوت انکے ولی تو ہے لیکن مولیٰ نہیں ہیں۔

(★) یُخۡرِجُہُمۡ (وہ ان کو نکالتا ہے): یہاں مضارع کا صیغہ ہے۔ ماضی (اَخۡرَجَہُمۡ) نہیں ہے۔ یعنی اللہ مسلسل مومنوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ کیونکہ طاغوتی قوتیں بار بار اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔ چونکہ انسان کے اندر بدی اور تقویٰ دونوں الہام کردیئے گئے۔
پچھلی ہی آیت میں ہم نے سیکھا کہ بار بار طاغوت کا انکار کرنا ہے یعنی طاغوتی قوتوں سے لڑنا ہے۔ اس لیے قرآن سے مسلسل تعلق ضروری ہے۔ اُسے مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ تاکہ ہر دن یاددہانی ہوتی رہے۔ آخری سانس تک قرآن کو سیکھنا اور سکھانا ہے۔ اِس کا بار بار مطالعہ کرنا ہے۔
قرآن کا ایک نام النور بھی ہے۔ اِس قرآن کے ذریعے ہمیں روشنی ملے گی۔ اِس قرآن (النور) کے ذریعے ہم اندھیروں سے نکل کر روشنی کی طرف آسکتے ہیں۔

(★) یہاں ترتیب دیکھیے :

③	②	①	
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	وَلِیُّ	اَللّٰہُ	(اللہ ولی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے۔)
الطَّاغُوۡتُ	اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ	الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا	(جنھوں نے کفر کیا انکے اولیاء طاغوت ہیں)

Secondary role/ Secondary party	Relationship رشتہ	Primary role/ Dominant
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا	وَلِیُّ	اللہ
الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا	اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ	الطَّاغُوۡت

یہاں پہلے اللہ اور مومنوں کے درمیان رشتہ پھر طاغوت اور کافروں کے درمیان رشتہ بتایا گیا۔ اور وہ رشتہ ولایت کا ہے۔
اِسے سمجھنے سے پہلے ایک مثال سمجھے۔ جیسے اگر کوئی کہے استاد اور شاگرد کا رشتہ۔ تو اِس رشتے میں اعلیٰ مقام یا غالب استاد ہے۔ اِسی طرح مالک اور نوکر کے رشتے میں اعلیٰ مقام یا غالب مالک ہے۔
جو غالب ہوتا ہے اس کا ذکر پہلے آتا ہے۔

اِس آیت میں اللہ کا پہلے ذکر ہے پھر اسکے بعد ایمان والوں کا ذکر ہے۔
جبکہ طاغوت اور کافروں کے رشتے میں پہلا ذکر کافروں کا ہے پھر اسکے بعد طاغوت کا ہے۔
حالانکہ جو ولی ہوتا ہے اُس کا درجہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ اسلیے اللہ کا ذکر پہلے آیا ہے پھر ایمان والوں کا ذکر جبکہ طاغوت جو کافروں کے اولیاء ہیں اس کا ذکر آخر میں آیا ہے، پہلے نہیں آیا ہے۔ اِس میں ترتیب بدل دی گئی۔ اسکی کئی حکمتیں ہیں ① ایک حکمت یہ ہے کہ جملے میں جس مقام پر ہمارے رب کا ذکر کیا گیا اس مقام کے یہ طاغوت مستحق نہیں ہیں۔ یہ آخر میں ذکر ہوگے۔ ② طاغوت مبتدا (Subject) ہے لیکن اسے مؤخر (مبتدا مؤخر) کردیا گیا۔ حالانکہ گرامر کے حساب سے الطَّاغُوۡتُ اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا ہوتا ہے لیکن اِس ترتیب کو پلٹا دیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عظمت والا ہے اور طاغوت حقیر تر ہے۔ ③ اِس آیت میں طاغوت کا لفظ النور سے دُور رکھا گیا ہے۔ چونکہ طاغوت ہدایت (النور) سے بہت دور ہے۔ واللہ اعلم

اِس سے پتہ چلتا ہے کہ جو رشتہ اللہ کے ساتھ مومنوں کا ہے اس کا تقابل (Comparison) بھی نہیں ہو سکتا جو رشتہ کافروں کا طاغوت کے ساتھ ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے رشتہ اِس دنیا میں بھی مضبوط ہے اور آخرت میں بھی جبکہ کافروں کا رشتہ طاغوت کے ساتھ اِس دنیا میں جعلی، من گھڑت ہے اور آخرت میں کوئی اس کا وجود ہی نہیں (Non-existance)۔
العنکبوت: 41 ← جن لوگوں نے اللہ کے سوا (اوروں کو) اولیاء (کارساز) بنالئے ہیں اُنکی مثال مکڑی جیسی ہے جس نے (جالے کا) ایک گھر بنایا اور یقیناً تمام گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہے۔ کاش! لوگ (یہ حقیقت) جانتے۔"

طاغوت کو اپنے اولیاء بنانے والوں کا رشتہ ایسے ہیں جیسے مکڑی کا جالا۔ وہ تو آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ کبھی کبھار خود گھر کے لوگ طاغوت بن جاتے ہیں۔ اپنوں کو ہی دین پر عمل کرنے سے روکتے ہیں۔ اگر کوئی دین پر عمل کرنے لگے تو اُن کا مذاق اڑانا شروع کرتے ہیں۔ مسلسل طاغوتی قوتیں انسان کو کسی نہ کسی طرح اندھیروں کی طرف کھینچ کر لے جانے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔

(★) ظُلُمٰت (اندھیرے) اور النُّوۡر (روشنی) :-
اللہ تعالیٰ نے نور کے لفظ کو واحد مگر ظُلُمٰت کو جمع کے صیغے کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ حق (ہدایت) تو ایک ہی ہے مگر اندھیرے کئی ہیں جو سب باطل ہیں۔ جیسے کفر، شرک، بدعت، منافقت، الحاد، حسد، لالچ وغیرہ۔

سیدھا راستہ (صراط مستقیم) یعنی نور کا راستہ ایک ہی ہے لیکن غلط راستے، گمراہی کے راستے کئی ہیں جو سب ظُلُمٰت (اندھیرے) میں آتے ہیں۔

اندھیروں کے الگ الگ درجے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ بہت زیادہ اندھیروں (گمراہی) میں ہوتے ہیں، کچھ کم اور کچھ لوگ بہت کم اندھیروں میں ہوتے ہیں۔
جیسے سمندر میں اندر اندر چلے جائینگے تو اندھیرے بڑھتے جاتے ہیں اور گہرائی میں بالکل بھی روشنی نہیں ہوتی، مکمل اندھیرا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ اندھیرے میں تو ہیں لیکن نور سے کچھ قریب ہیں اور کچھ تھوڑا دور ہے نور سے اور کچھ بہت ہی دور ہیں نور سے۔ جب تک اسکے اندر ایمان ہے، اللہ تعالیٰ اُسے آہستہ آہستہ نور کے قریب لاتے رہتا ہے۔ اُسے ڈوبنے سے بچاتا ہے۔
جبکہ طاغوت کافروں کو نور سے اندھیروں میں کھینچ لاتے ہیں اور انھیں ڈبو دیتے ہیں۔
ہر ایک کی اصل تو نور ہیں اور وہی منزل ہے۔ اور نور صرف ایک ہی ہے۔

جب انسان ایک اللہ کا راستہ چھوڑتا ہے تو بہت سارے غلط راستے کھلے ہوتے ہیں۔ پھر وہ اختلافات، تضادات اور الجھن (confusion) میں پڑ جاتا ہے اور بھٹک جاتا ہے۔
الاَنۡعَام: 153 ← "اور یقیناً میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلو۔ دیگر راستوں پر نہ چلو کہ (ان پر چل کر) اللہ کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔..."
دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرنا۔ اپنے نفس، شیطان، لوگوں، معاشرے اور ماحول کی بات نہ ماننا۔ ہر موقع پر دیکھنا کہ اللہ کا حکم کیا ہے۔
جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر اور طرف جاتے ہیں تو بہت سارے لوگ انھیں اپنی طرف کھینچ رہے ہوتے ہیں۔ پھر وہ اصل راستے سے ہٹا دیتے ہیں۔
جو سچے دل سے ایمان لاتا ہے، اللہ کا سہارا پکڑتا ہے، تو اللہ اُسے اپنا بنالیتا ہے۔ اس شخص کو اللہ کی ولایت نصیب ہوتی ہے۔ اور جس کا دوست اللہ بن جائے، وہ صحیح راستے پر چل پڑتا ہے۔
اِسکے برعکس جو لوگ طاغوت کو اپنا دوست بناتے ہیں وہ دنیا میں بھی کئی مصیبتوں میں پھنس جاتے ہیں اور کئی گناہ پر گناہ کرتے جاتے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ
(وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)

اگر کوئی اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف جاتا ہے تو ایسے لوگ آگ کے ساتھی ہیں۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیںگے۔ دنیا میں اندھیروں میں رہے، آخرت میں بھی اندھیروں میں رہیںگے۔
دنیا میں طاغوت کے ساتھی تھے، آخرت میں بھی اُنہی کے ساتھ آگ میں ہمیشہ رہیںگے۔